سالانہ قیمت ؎ؔ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

[illegible]

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۳۰ جون سنہ ۱۹۲۲ عیسوی	نمبر ۲۶

غزل

[illegible]

غزل

[illegible]

غزل

[illegible]

[illegible]

ہری داسی

چھٹا باب

مفصل کی نسبت کلکتہ میں برباد ہونے کے زیادہ سامان تھے۔ کیونکہ کلکتے میں بگڑے ہوئے بہت سے اوباش لڑکے دن دوپہر بھی بہت ہیں۔ دو ایک مہینے تو ہرچند ٹھیک رہا۔ اُس کے بعد شراب پینے لگا اور ساتھ ہی بُرے گھروں میں جانے لگا۔ سال بھر میں اس کا نقد روپیہ خرچ ہو گیا۔ بعد ازاں ہرچند قرض لے کے شراب پینے لگا۔ مہاجنوں میں سے بعض نے اُس پر نالش کر کے ڈگری بھی کرا لی تھی۔

کلکتہ آکر شروع شروع میں جب دو ایک مہینے ہرچند ٹھیک رہا تو اُس نے ہری داسی کے لئے سات آٹھ سو روپے کا زیور بھی بنوایا تھا۔ جس کو ہری داسی نے کبھی نہ پہنا۔

ہری داسی کی عمر ۱۴ برس کی تھی۔ اس عمر میں اس نے جنم سے پیا، سکھ اور دکھ دونوں دیکھ لیا۔ اب تو اُس کے دل میں سکھ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ کسی بات میں اُس کا دل نہ لگتا تھا۔ وہ مرنا چاہتی تھی۔ لیکن بچوں کی محبت کے سبب سے مر نہیں سکتی۔ ایک دن ہرچند نے اُس کے پاس آکر کہا کہ میں نے ہزار روپیہ قرض لیا ہے سو مجھ کو ہزار روپے کا ایک پرامسری نوٹ دے دے۔ ہری داسی نے نوٹ تو اُس کو نہیں دیا۔ لیکن اُس رات اُس کے زیوروں کی پوٹلی چرا لی گئی۔ اس کے تین چار دن بعد ہری داسی کو خبر ملی کہ کسی نے ڈگری جاری کروا کر ہرچند کو قید کروا دیا ہے۔ ہری داسی یہ سُن کر بہت گھبرانے لگی۔ اور ڈگری کا روپیہ بھیج کر اُس کو قید سے رہا کرا دیا۔ ہرچند قید سے رہا ہو کے ہری داسی کے پاس تو نہیں آیا۔ لیکن سیدھا چکلے میں چلا گیا۔

ہرچند کے پاس تو کچھ نہیں تھا لیکن اُس فاحشہ نے سنا تھا کہ ہری داسی کے پاس بہت دولت ہے۔ سو وہ فاحشہ ہرچند کو بہت پیار دکھلانے لگی تاکہ ہرچند کے وسیلے کسی حکمت سے ہری داسی کی دولت لے لے۔ اس فاحشہ کا نام منی تھا۔ وہ بہت دنوں تک اپنا پیسہ خرچ کر کے ہرچند کو شراب پلاتی تھی اور اُس کو بہلاتی رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ منی کا پیار دیکھ کر ہرچند سب کچھ کو بھول گیا۔

ہرچند قید سے چھٹکارا پا کے جب منی کے گھر پہنچا تو اُس نے اُس کا بڑا آدر کیا اور اُس کے لئے دو ایک آنسو بھی بہا دیئے اور اُس کو اچھی طرح سے شراب بھی پلائی۔ پھر اُس نے ہری داسی کو گالی دے کر کہا کہ میں نے سُنا تھا کہ تمہاری بیوی بڑی چنچل ہے۔ تم نے اُس کا پیار اب دیکھ لیا۔ ہرچند نے کہا کہ میں اب سے اُس کا منہ نہ دیکھوں گا۔ منی نے کہا کہ روپیہ اس کے پاس تھا تو بھی اُس نے تم کو قید ہونے دیا۔ وہ اور کیا نہیں کر سکتی ہے۔ میں تو فاحشہ ہوں۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ فاحشہ کا پیار کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن میں نے جس دن سے تمہارے قید ہونے کی خبر سنی ہے اُس دن سے برابر روتی رہی۔ اگر آج تم نہ آتے تو کل میں ضرور ہی اپنا زیور گروی رکھ کر تم کو قید سے چھڑاتی۔ یہ بات سُن کر ہرچند کا دل اُچھل گیا۔ اُس کا دل منی کے پیار سے بھر گیا۔

وہ دن تو اسی طرح کی باتیں کرتے کرتے کٹ گیا۔ دوسرے دن یہ صلاح ٹھہری کہ ہری داسی کے پاس جو پرامیسری نوٹ ہیں سو چھین لینے چاہئیں اور اُس کم بخت کو زہر کھلا کر مار ڈالنا چاہئے۔

ساتواں باب

ہرچند جب کلکتہ میں آگیا اور اپنے سسر کے مال و متاع کو اپنا سمجھ لیا تب ہری داسی نے کام چلانے کے لئے اپنی طرف سے اُس کو عام مختار نامہ دے دیا تھا لیکن

ہونے اور روپے پیسے کے کم ہونے سے پاپ ہیں۔ دھرم ادھرم کا وچار نہیں رہتا۔ ہرچند کو روپے پیسے کی بہت کمی تھی۔ کوئی اُس کو قرض نہیں دیتا تھا۔ ہری داسی سے بھی وہ روپیہ پیسہ نہیں مانگ سکتا تھا۔ منی بہت دن تک اپنے پیسے سے اُس کو شراب پلاتی رہی۔ پر جب اُس نے دیکھا کہ میرا کام نہیں بنتا تب جھنجھلانے لگی۔ اب ہرچند کو شراب ملنی مشکل ہو گئی اور منی نے بھی اُس کو جا کر چھوڑ دیا۔ تب وہ پاگل سا ہو گیا۔ کہاں سے روپیہ پیسہ لاؤں کیسے منی کو راضی کروں۔ انہیں باتوں کے سوچ میں اُس کا دل پاگل ہوتا تھا۔ آخرکار اُس نے یہی بات ٹھہرائی کہ اپنے سسر کے گھر کو اب بیچ ڈالنا۔ اس گھر کا ٹھیک دام دس ہزار روپیہ تھا۔ لیکن اپنی غرض سے بیچنے میں کسی چیز کا پورا دام نہیں ملتا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تھی کہ اس مکان کے تین حصے تھے اور اس کی جائداد تھی۔ ہند قانون کے رو سے بیٹی کو غیر منقولہ جائداد بیچنے کا حق نہیں ہے۔ اس لئے بیچنے کے ڈر کا خیال کر کے اُس گھر کا دام دو ہزار روپے لگا۔ ہرچند دو ہزار پر گھر بیچنے کو راضی ہو گیا۔ ہرچند کو روپے پیسے کی سخت ضرورت تھی۔ سو اُس نے ہری داسی کو خبر کرنے کے بغیر دو سو روپے بیعانہ لے لیا۔ جب قبالہ لکھا گیا تو وہ قبالہ لے کے ہری داسی کے پاس دستخط کرانے کے لئے آیا۔ ہرچند بہت دنوں سے ہری داسی کے پاس نہیں گیا تھا۔ ہری داسی کو بھی اُس کے نہ جانے سے نہ دکھ نہ سکھ ہوتا تھا کیونکہ اس کا کلیجہ پتھر ہو گیا تھا۔ ہرچند آہستہ آہستہ جا کے ہری داسی کے پاس بیٹھا اور ادھر اُدھر کی باتیں کر کے دوستی کرنے لگا۔ ان میں میل نہیں تھا۔ دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کا قصور کیا تھا۔ ہرچند کا قصور زیادہ تھا کیونکہ وہ چکلے میں جاتا تھا۔ ہری داسی کے دل سے اپنے خاوند پر بھروسہ جاتا رہا تھا۔ وہ گویا ایک دوسرے سے جدا رہ کے باتیں کرتے تھے (دیکھئے صفحہ ۱۱)

نورافشاں

مطبوعہ ۳۰ جون ۱۹۲۲ء

اسرارِ حیات

نمبر سوم

سیلز اور اُن کے مختلف افعال

از قلم منشی حشمت اللہ قریشی سیکنڈ ماسٹر ہیڈ منشی سکول
محلہ کارٹ روڈ۔ بلڈنگ ۳۰۱

وہ حیاتی مادہ جس کو پروٹوپلیزم کہتے ہیں جاندار اجسام کے اندر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں واقع ہوتا ہے۔ اس کا نام سیل یعنی حیاتی ذرہ ہے گویا یہ حیاتی ساخت کا مفرد ذرہ (فارم ایلیمنٹ) ہے۔ بڑے اہم حیاتی اجسام جو قسم کے ایک یا زیادہ ذروں کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ سر دست سیل کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ سیل حیاتی مادہ کا وہ مفرد ذرہ ہے جو بذات خود مقدم حیاتی فعلوں کو یا اُن میں سے کسی ایک کی تکمیل کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اُن کی جسامت مختلف ہوتی ہے جو ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ بغیر خوردبین نظر نہیں آتے۔ برعکس اس کے چند مثلاً بعض جانوروں کے انڈے کئی مکعب انچ ضخامت رکھتے ہیں۔ لیکن انسانی جسم کے ذرے عموماً بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اُن کی اوسط چوڑائی ۱/۲۵۰۰ انچ ہے۔ اُن کی شکلیں باعتبار اُن کے فعل کے اعلیٰ درجہ کے جانوروں میں مختلف طرح کی ہیں۔ لیکن اُن کی ابتدائی شکل ایک گول سا سیل (ذرہ) ہے جس کی عام ساخت مذکورہ بالا ایمیبا سے بہت مختلف نہیں ہے۔

ایمیبا کی طرح سادہ جانور ایک حیاتی ذرہ کے ذریعہ سے اپنے جسمانی افعال بجا لا سکتا ہے۔ خاص اعضاء نہ رکھنے کے باوجود بھی یہ ان حیاتی فعلوں کی تعمیل میں اعلیٰ درجہ کے جانوروں سے اپنی حیثیت کے لحاظ سے کچھ کم نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے حیوانی اجسام اعلیٰ درجہ کے جانوروں کے خون یا دیگر جسمانی رطوبات پر پرورش پاتے ہیں۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں آتا ہے کہ حیاتی اجسام کی ساخت کے اندر پیچیدگی!

تخصیص اعضاء کا پیدا ہونا ایک **فطرتی قانون** ہے ادنیٰ درجہ کے جانوروں کے اندر بھی جو صرف ایک ہی سیل کے بنے ہوئے ہیں۔ ہم ان کی ساخت میں ایسے تین اثرات پاتے ہیں جن کو ہم ان کے اعضاء قرار دے سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک سیل کے کئے ہی اجسام میں حرکت کرنے کے لئے ایک بال سی ساخت پیدا ہو جاتی ہے جس کو سلیا یا فلیجا کہتے ہیں۔ ایمیبا کی طرح ایک سیل کا دوسرا جاندار جس کا نام پیرامیسیم ہے۔ اس کی ساخت کے اندر ہم ایک خاص تفرقہ پاتے ہیں کہ غذائی اشیاء بجائے جسم کے کسی حصہ سے داخل ہونے کے جیسا کہ ایمیبا میں ہو سکتا ہے صرف ایک ہی مقام سے داخل ہو سکتی ہیں۔ گو ہم اس کو اعلیٰ درجہ کے جانداروں کے دہن کا اشارہ نہیں سمجھ سکتے؟ اسی طرح فورامینفرا کی قسم کے ایک سیل کے جاندار اپنے جسمانی پروٹوپلیزم کے چاروں طرف چونے کے ذرے جمع کر کے پیچیدہ ڈھانچ بناتے ہیں۔ جو کہ ہماری ہڈیوں کا جواب رکھتے ہیں۔ ان سے اعلیٰ درجہ کے جانداروں میں ہم دیکھتے ہیں کہ کئی ایک سیل کے اجسام جڑ کر اکٹھے رہتے ہیں۔ گو ان کا ہر فرد ایک دوسرے پر بالکل منحصر نہیں ہے۔ یعنے جب چاہیں اپنے گروہ سے الگ رہنے کی قابلیت اور آزادی رکھتے ہیں۔ مثلاً سپائروگائرا۔ اس سے اوپر کے درجہ کے ہیں ایسے اجسام ملتے ہیں (مثلاً والوکس) جن کے ذرے بظاہر الگ الگ ہونے کے ایک دوسرے سے ایسے تعلقات رکھتے ہیں کہ وہ اپنی اجتماعی زندگی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ بلکہ اُن میں مختلف ذرے مختلف حیاتی فعلوں کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ ہمارے جسم کے مختلف نظاموں کی طرف اشارہ نہیں ہے!

اس سے اوپر کے درجہ میں ہمیں ایسے جانور ملتے ہیں جیسے سادہ قسم کے اسفنج (اسفنج) اور مونگے کے کیڑے (پولیپ) میں جہاں جسمانی ساخت اور بھی پیچیدہ ہو جاتی ہے اور بجائے ایک بیرونی ذروں کے دو خاص تہیں اندرونی اور بیرونی جسمانی ذروں کی اس طرح واقع ہوتی ہیں کہ اُن کے اندر ہاضمہ کے لئے ایک جسمانی خلا بن جاتا ہے اور دونوں تہوں کی تہ کے اندر جسمانی ڈھانچ کے شروعات نظر آتے ہیں۔ اس کے اوپر کے درجہ میں ایسے جاندار ہیں جیسے کہ مثلاً کیچوے یا فتاطین (کینچوے) کی قسم کے کیڑے جو کبھی انسانی آنتوں اور امعاء کے اندر بھی نشوونما پاتے ہیں۔ اُن کے اندر ایک ہاضمہ کی نالی کے علاوہ جیسے کہ اوپر مذکور ہو چکا پائی جاتی ہے بیرونی اور اندرونی جسمانی تہوں کے درمیان ایک علیحدہ جسمانی خلا بھی پاتے ہیں۔ فتاطین میں جسم کے کناروں پر چھوٹے چھوٹے بال سے اعضاء ایسے نظر آتے ہیں جو اُن سے اوپر کے درجہ کے جانداروں مثلاً بچھو کنکھجورہ وغیرہ میں ہاتھ پاؤں کا جواب رکھتے ہیں اگر اسی طرح درجہ بدرجہ جانداروں کا مشاہدہ کرتے جائیں تو ہم ادنیٰ درجہ کے ایمیبا سے لیکر اشرف المخلوقات **انسان** تک پہنچنے میں طرح طرح کے جاندار پائیں گے۔ جنکو ایک دوسرے سے بڑھ کر ترقی یافتہ جاندار دیکھ لینے میں کسی بڑے قیاس کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ہم کو مان لینا پڑیگا کہ اس کے اندر کتنے ہی درجے

غائب ہیں جن میں سے چند تین روز اور نایاب جانوروں کے فاسلوں یعنی رکازات سے پڑے جا سکتے ہیں اور چند ابھی تک نامعلوم رہ گئے ہیں

ان واقعات کو دیکھ کر ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض جانداروں کی ساخت میں کس وجہ سے اس قدر پیچیدگیاں ہیں ؟ کیا وجہ ہے کہ بعض جاندار تو صرف ایک سیل کے جسم کے ذریعہ سے اپنے حیاتی افعال کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور دوسروں کے لئے زیادہ پیچیدگی کی ضرورت ہوتی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ مختلف جسمانی افعال کے لئے مختلف قسم کے کیمیائی تغیرات کی ضرورت ہے جو کہ ایک ہی سیل کے مختلف حصص کے اندر ہونے ناممکن ہیں چنانچہ روشنی کے احساس میں جو ہماری آنکھوں کے اندر اعصابی ریشوں کے اندر کیمیائی فعل ہوتا ہے وہ ہمارے جسم کے کسی عضلاتی ریشے کے سکڑنے کے کیمیائی فعل سے بالکل مختلف ہے۔ لہذا ایک اعصابی ریشے سے عضلاتی ریشے کا کام یا عضلاتی ریشے سے اعصابی ریشے کا کام لینا بالکل ناممکن ہے۔ اس لئے اونچے درجے کے جانداروں میں مختلف حیاتی افعال کے لئے مختلف قسم کے حیاتی ذرے مخصوص ہوتے ہیں۔ چنانچہ کچھ ذرے جسم کے خلا کے اندر ہاضم رطوبات پیدا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ بعض اس تحلیل شدہ غذا کو جذب کر کے دیگر حصص جسم میں پہنچانے پر تعینات ہیں۔ بعض جسمانی فضلات کو خارج کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور بعض ہوائی اشیاء کو حاصل کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔ جن کے لئے اعلیٰ درجہ کے جانوروں میں جسمانی حرکت لازمی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکت دینے والی ساخت کے عمل کے لئے ایک دماغ کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے ان مختلف جسمانی حصوں کو باقاعدہ اور باترتیب سرانجام دینے کے لئے ایک نہایت ہی نازک احساس سے متاثر ہونے والی ساخت کا بننا بھی لازمی ہے اور توجیہ کے لئے بھی ایک خاص قسم کے جسمانی ذرے مخصوص ہو کر علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

اب ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں اعلیٰ درجے کے جانور کا جسم لکھو کھا اربا ذروں سے بنا ہوا ہے اور کیوں ایک بڑے ٹکڑے پروٹوپلازم سے نہیں بنا۔ اگر ایسا ہوتا تو زندگی کے پیچیدہ فعل جو متواتر کیمیائی تغیرات پر منحصر ہیں ایک منفرد حصہ پروٹوپلازم سے بخوبی انجام دئے جا سکتے نیو سائنس میں ہم کو معلوم ہو چکا ہے کہ جب تک زندگی پروٹوپلازم کے اندر متواتر کیمیائی تبدیلیوں کا نتیجہ ہے اور کیمیائی تبدیلیوں کا ایک دوسرا یہی نتیجہ حرارت ہے۔ لہذا زندگی کیا ہے ؟ ایک آتش ورنگ ہے۔ کیمیائی طور سے آتش کا کام چیزوں کو برابر تبدیل کرتا ہے۔ لہذا اس مسلسل تبدیلی کا نام زندگی ہے۔ اگر کسی جاندار میں یہ مسلسل کیمیائی تبدیلیاں بند ہو جائیں تو ہم اس کو ایک معنی بے جان سمجھ سکتے ہیں۔

پس سب جانداروں میں ایک حرارت ہے جس کو حکیم حرارت عزیزی کہتے ہیں مزید نام حرارت الطبیعت کا ہے۔ اور سرشتی حرارت جو عناصر کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہے وہی حرارت عزیزی یا سرشتی ہے۔ یہ حرارت قلب میں پیدا ہوتی ہے اور رگوں کے وسیلے سے تمام جسم میں پھیلتی ہے۔ اسی کو حکیم اور طبیب روح حیوانی بھی کہتے ہیں۔ اور بیماری کی حالت میں اسی کو سنبھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار کی زندگی اسی پر موقوف ہے اور اسی کا نام جان ہے جس کے سبب سے سب جاندار جان دار یعنی جاندار کہلاتے ہیں۔

مصنف کتاب حجۃ اللہ البالغہ فرماتے ہیں کہ تمام حیوانات میں بسبب اختلاط اخلاط کے قلب میں بخار لطیف پیدا ہوتا ہے۔ جس کو حرارت عزیزی کہتے ہیں۔ اسی سے حیوان کی زندگی ہے۔ جب تک وہ بخار لطیف پیدا ہوتا رہتا ہے حیوان زندہ رہتا ہے۔ اور جب اس کا اثر پیدا ہونا بند ہو جاتا ہے تو حیوان مرجاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے گلاب کے پھول میں بو۔ یا کوئلے میں آگ۔ سائنس کی مثال الکوحل۔ مگر یہ بخار متولدہ من الاخلاط روح نہیں ہے۔ بلکہ بلا مرکب روح یا نسمہ ہے جو روح کو اس سے متعلق ہونے کے لئے مادہ ہے۔ پس روح ایک الگ شے ہے۔ روح اس نسمہ سے متعلق ہوتی ہے اور بذریعہ اس نسمہ کے جسم سے۔ لیکن جان ایک جسمانی چیز ہے اور جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے۔

کیمیائی تحلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل اشیاء سے حیات کا قوام تیار ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں۔ یعنی (۱) کاربن (۲) ہائیڈروجن (۳) آکسیجن (۴) نائٹروجن (۵) فاسفورس (۶) پانی فیصدی ۷۰ (۷) لوہا (۸) بعض اقسام کے نمک ان اشیاء کے اتحاد کیمیائی سے بحکم باری تعالیٰ جل جلالہ ایک حرارت کا ظہور ہوتا ہے اور وہی حرارت جان یا زندگی کہلاتی ہے۔ اور جس میں یہ ظہور پکڑتی ہے اس کو جاندار کہتے ہیں۔

ان اجزا کے قوام پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر ذی حیات اور ذی حیات اجسام کے مابین جو حد فاصل سمجھی جاتی ہے وہ جدید انکشافات سے روز بروز مٹتی جاتی ہے اور نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات اور انسان کے علم ایک دوسرے سے سلسلہ بسلسلہ وابستہ ہیں۔

الہ آباد ۱۰ جون آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۳۰ جون کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

جناب پادری واعظ صاحب

اخبار نور افشاں مطبوعہ ۹ جون سنہ ۲۲ء میں ایک معرکتہ الآرا آرٹیکل جناب بزرگ پادری واعظ صاحب بعنوان مہاتما گاندھی نظر سے گذرا۔ جس کے پڑھنے سے دل باغ باغ ہو گیا کہ آپ جیسے بزرگ حق و انصاف کا ڈنکا بجاتے ہوئے نور افشاں میں گھوڑ دوڑ کر رہے ہیں۔ جو خامہ فرسائی واعظ صاحب نے کی ہے اُس کا جواب ایڈیٹر صاحب خود دینگے مگر بحیثیت مسیحی ہونے کے میرے دل میں چند خیالات جوش زن ہو رہے ہیں۔ جس کو ظاہر کئے نہیں رہ سکتا۔

جناب بزرگ پادری واعظ صاحب تسلیم۔ گستاخی معاف کیونکہ خورداں را نرسد بزرگاں را عطا۔ آپ کا مضمون نہایت دلچسپ پر لطف اور موثر ہے۔ آپ سالویشن آرمی کا مقابلہ کرتے ہوئے صفحہ ۶ کالم ۳ سطر ۹ میں یوں رقمطراز ہیں "مہاتما گاندھی کو اگر مسیحی مان لیا جاوے تو آپ کے مذہب پر کون سا دھبہ لگتا ہے" وغیرہ جناب من سالویشن آرمی میں گو کہ بپتسمہ اور عشاء ربانی کا دستور نہیں ہے لیکن جب وے کسی کو مسیحی گلہ میں شامل کرتے ہیں تو ان سے اقرار کرا لیتے ہیں کہ کیا تمہارا ایمان مسیح کے خون پر ہے اور اس کو نجات دہندہ مانتے ہو۔ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہاں میں ایمان لاتا ہوں کہ مسیح کے کفارہ سے میری نجات ہے اور آج سے میں مسیحی ہوں۔ یعنے دل سے مان لیتے ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں اور وے مسیحی گلہ سے جدا نہیں ہوتے اس لئے وے مسیحیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر کیا آپ نے مہاتما گاندھی سے کہیں اقرار کرا لیا ہے اور مہاتما جی مثل سالویشن آرمی کے اقرار کرتے ہیں کہ میں مسیحی ہوں جو مانتا ہوں کہ مہاتما جی میں چند خوبیاں ہیں جو محتاج بیان نہیں اور آپ کی تعلیم انجیل سے ملتی جلتی ہے۔ بلکہ انجیل ہی کی تعلیم ہے۔ تو کیا آپ مسیحیوں سے منوایا چاہتے ہیں کہ مہاتما گاندھی کو مسیحی مان لیں تب بھی "مان نہ مان میں تیرا مہمان" کا مصداق بناتے ہیں۔ کیا خوب واہ واہ مدعی سست اور گواہ چست۔ جناب واعظ صاحب پھر بھی گستاخی معاف۔ لومڑی بڑی مسکین اور مرغوب صورت جانور ہے۔ لیکن مکر و فریب کے پھندے اور حیلہ سازی کے دام بچھاتی ہے۔ جس کی ظاہری صورت پر فریفتہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آجائے تو اس کو بھولا ہوا نہ کہنا چاہئے۔ اگر ابھی بھی آپ مہاتما گاندھی سے کسی نہ کسی طرح اقرار کرا لیجئے تو نہ صرف ایڈیٹر صاحب بلکہ تمام مسیحی دنیا مہاتما جی کو مسیحی مان لینے کو تیار ہے اور جب مہاتما جی اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں مثل سالویشن آرمی کے کہ میں مسیحی ہوں تو نہایت مہربانی ہوگی بذریعہ اخبار نور افشاں مطلع و ممتاز فرما دیجئے۔ میں آپ کا نہایت احسان مند ہونگا۔ واجب تھا عرض کیا زیادہ ادب۔ فقط

نیاز مند بندہ مسیح تقوی علی از جلالپور۔
ضلع فیض آباد۔

حالات سفر

دیباچہ۔ اس زمانے میں جو روشنی کا زمانہ کہا گیا ہے۔ ہم کئی جائیوں میں دیکھتے ہیں کہ بہت سے بھائی ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ آجکل خدائے ذوالجلال سیدھے براہ راست کسی طرح کی ہدایت نہیں کرتا۔ بلکہ بہت سے متفرق ذریعوں اور وسیلوں سے اپنا کام لیتا ہے۔ یہ تو درست ہے کہ خدا بہت سے متفرق طریقوں سے اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے مگر یہ بھی کہنا درست نہیں کہ خدا سیدھا ہم پر اپنی مرضی عیاں نہیں کرتا۔ یاد رہے کہ خدا وہی خدا ہے جس کی قدرت ہمہ وقت یکساں رہتی ہے جس طرح وہ پہلے زمانوں میں اپنے لوگوں پر اپنی مرضی ظاہر کرتا تھا اب بھی ہر فرد و بشر پر ظاہر کر سکتا ہے۔ مگر افسوس ہم پر ہے کہ ہم نادان بعض اوقات اس کی مرضی کو محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے کاروبار میں ایسے مشغول و دلگیر ہیں کہ ہم اُس کی آواز کو سنتے ہی نہیں۔ برعکس اس کے بعض موقعہ پر کہہ دیتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی ہم جیسوں پر ظاہر نہیں کرتا۔ خاکسار بطور مثال اپنے تجربوں سے صرف ایک کام کا جو خدائے ذوالجلال نے اپنی مرضی کے موافق مجھ سے کروایا ہے دوسروں کے فائدہ کے لئے ذیل میں تحریر کرتا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے یہ کام مجھ سے آپ کروایا ہے۔ وہو ہذا۔

لکھنؤ سے دہلی اور دہلی سے فرید آباد

ایک روز میں لکھنؤ سٹیشن سے ریل کے رات کی گاڑی میں سوار ہوا۔ صبح کو دہلی پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی خداوند نے میرے دل کے اندر یہ بات ڈالی کہ میں دہلی سے فرید آباد جا کر پادری لال چند صاحب ... اُس کی مرضی نے جو خدا کی طرف سے تھی مجھ کو اُس وقت ہرگز چین نہ لینے دی حتیٰ کہ میں دہلی سے فرید آباد کے لئے روانہ ہو گیا۔ آخر کار فرید آباد سٹیشن پر گاڑی پہنچی اور میری مرضی بینی ضمیر کو خدا نے اپنے لئے استعمال کیا۔ میں سٹیشن سے فرید آباد گاؤں کو روانہ ہوا۔

ایک اجنبی آدمی کا مجھ سے ملنا۔ ایک نوجوان کانسے کے کپڑے پہنے ہوئے راستے میں مجھے ملا۔ اُس نے فوراً ایسی باتیں مجھ

سے شروع کر دیں کہ جس سے مجھ پر یہ آشکارا ہوگیا کہ یہ آدمی تو اصلی تحریک کا کارندہ ہے۔

سادھو جیسں کا اجنبی آدمی سے مسیح کی بابت سوال کرنا اور اجنبی کا جواب

میں نے اجنبی سے پوچھا آپ کون سے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟

اجنبی نے جواب دیا میرا نام لکشمی نرائن ہے میں جنم سے گوڑ برہمن ہوں اور کورکشیتر کا رہنے والا ہوں۔ میں نے دو بھرتیں یعنی ورنیکلر کی رو سے سٹنٹ سول سروس کا امتحان پاس کر لیا ہے اور میری ایک ڈسپنسری (یعنی ڈاکٹری دوائیوں کی دکان) ہے جو قصبہ ... میں ہے۔ آجکل ملک کی خدمت کرتا ہوں اور سودیشی تحریک اور ترک موالات کے متعلق ٹریکٹ یعنی رسالے لکھتا ہوں۔ آجتک ۴۰ قسم کے رسالے لکھکر ۳۵۰۰۰۰ پینتیس لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر بیچ چکا ہوں اور بیچ رہا ہوں اور مسیح کے لئے میرے دل میں بہت اچھے خیال ہیں۔

پنڈت لکشمی نرائن کا خیالِ ترکِ موالات کو ترک کرنا

پنڈت لکشمی نرائن کی گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوتا رہا کہ آپ بپتسمہ لینے کے لئے تو تیار ہیں مگر چونکہ ابھی ترک موالات ہی کی تحریک کا کام کرتے رہینگے۔ شکر ہو اس پیارے منجی یسوع مسیح کا کہ جس نے اپنی روح پاک کے ذریعہ مجھے اتنی قوت دی کہ میں نے چار دن کے اندر پنڈت جی کو سمجھا دیا کہ ترک موالات کو ترک کر دیجئے کیونکہ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم ہے کہ اپنے پڑوسی کو اپنے جیسی محبت کرو۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور ترک موالات کو ترک کر دیا۔

بپتسمہ۔ پنڈت جی کا بپتسمہ بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء کو گنج بازار سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ میں مسٹر ایم۔ ایم جیسن کے ذریعہ سے ہوگیا۔ اس وقت مسٹر سمتھ پرنسپل سکول آف سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ اور مسٹر این۔ پی۔ سنگھ انڈین مشنری اور ... رام مشن سکول کے ٹیچر موجود تھے جن کے سامنے بپتسمہ دیا گیا۔

تعلیم پنڈت لکشمی نرائن۔ اب پنڈت جی بائبل کے مشکل سبقوں کو مسٹر این۔ پی۔ سنگھ سے حل کرا رہے ہیں اور بائبل کو پڑھ رہے ہیں۔ خداوند آپ کی مدد کرے تاکہ امداد الٰہی سے فائدہ اٹھا کر خداوند کے لئے بہت سا پھل بطور ہدیہ پیش کر سکیں۔

راقم حقیر فقیر سادھو جیسں۔ (سابق نام فضل الٰہی) گجرات

زینت کی سوکن

۱

۱۹۱۹ء میں عبدالحمید نے ایف۔ اے اول درجہ میں پاس کیا۔ ماں باپ کے اصرار سے اپنی مرضی کے خلاف اسے اپنی یتیم رشتہ دار سے شادی کرنی پڑی۔ بی۔ اے کا امتحان دو بار اُس نے دیا۔ مگر ناکام رہا۔ اس کی وجہ بیوی کا عشق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عبدالحمید اپنی ان پڑھ بیوی سے محبت نہیں رکھتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں جب بی۔ اے کا نتیجہ اور سالوں کی نسبت بہت اچھا نکلا تو میاں حمید بھی پاس ہوگئے علم منطق خوب جانتے تھے۔ قوت تقریر کا شہرہ تمام کالج میں پھیلا ہوا تھا۔ بنا بریں انہوں نے ہی وکالت پاس کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب چوہدری عنایت اللہ کو معلوم ہوا تو آپ نے بیٹے کو بیرسٹری پاس کرنے پر آمادہ کیا۔ سال اور تھے۔ فوراً سفر انگلستان کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اسی سال نو جون کو عبدالحمید ایس ایس لوئڈ جہاز پر سوار ہو کر بمبئی سے روانہ ہوئے۔ سفر بخیریت ختم ہوا۔ جولائی کے آخری ہفتہ میں حمید لنڈن پہنچ گیا۔ ... فارن شہر میں گھومتا تھا۔ اس وقت ایگلن ہوٹل میں گذارنا چاہا۔ ایگلن ہوٹل پکاڈلی سرکس کے مغرب کی طرف میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شاندار عمارت ہے۔ ممالک یورپ کے امیر رئیس عموماً یہاں اترتے ہیں۔ بیرون والوں کا تو قیامگاہ رہی ہے۔

اس ہوٹل میں کوئی دوسرا ہندوستانی نہ رہتا تھا جس کی صحبت میں عبدالحمید اپنا وقت کاٹتا۔ مطالعہ کرنے کا اس قدر شوق نہ تھا جو ہر وقت کتب بینی میں مصروف رہتا۔ مغربی طور و اطوار سے خوب واقف نہ تھا۔ اس لئے اہل فرنگ کی سوسائٹی بہت مرغوب نہ تھی۔ چند ہی ہفتوں میں جدید تجربات حمید پر غالب آنے لگے۔ وہ اپنے کمرے کی کھڑکیاں کھول کر بازار کی رونق دیکھتا تھا جو گھنٹوں میں مرد و عورتیں کٹ کٹ گذرتے رہتے۔ متمول پیشہ ور لوگ اپنے مال کی دھن میں موٹر کاروں پر سوار ہوئے دوڑے جاتے تھے۔ عبدالحمید کا اگرچہ جسم یہاں تھا خیالات پریشان بگولے کی مانند دماغ میں سے گذر جاتے تھے۔ بڑی بڑی آرزوئیں جو ناتجربہ کاری کے باعث قلب انسانی میں داخل ہوتی ہیں عبدالحمید کو بے قرار کرنے لگیں۔ عیش و آرام کے سب سامان مہیا تھے۔ دیدہ سیر کے لئے دلفریب نظارے موجود تھے۔ مگر حمید کا مضطرب دل سیر و تفریحوں سے قرار نہ پاتا تھا۔ پیاسے ہرن کی طرح وہ آب محبت کا جویاں تھا۔ خلوت اُس کے لئے وحشت اور تنہائی بے برداشت تھی۔ تنہائی کی برکات متعدد ہیں اور برائیاں ان گنت۔ جسے عزلت و خاموشی پسند نہیں وہ روحانی برکات سے بے بہرہ۔ اور جو آدمیوں کی صحبت میں خوش رہتا ہے وہ پوشیدہ

نکلتا ہوں سے میرا بھیجنا حمید زیادہ وقت تک کھانے کی میز پر بیٹھتا تھا۔ واقفیتیں پیدا کرنا دوست بنانا اور پھر اس کا کام تھا۔ کئی طریقوں سے اپنی خوشی ڈھونڈتا تھا۔ چند ہی دنوں میں پرانا ملال دیکھ اُڑ گیا اور مسٹر عبدالحمید پھر خندہ پیشانی و بشاش نظر آنے لگے۔ مس چیری نے حمید میں بتغیر دیکھا تو زنانہ فراست سے تاڑ گئی کہ غربت کے مارے وحشی ہو رہا ہے۔

۲

مس چیری براؤم ایلگن ہوٹل میں منتظم تھی جوان خوبصورت۔ اپنے کام میں طاق اور ہوٹل کے مالک کی منظور نظر سب منتظروں پر سردار تھی۔ چھوٹی عاملوں کا جو انتظام اس کے ہاتھ میں تھا۔ خاص خاص ملازمین کے پاس خود چائے لے جاتی تھی۔ عبدالحمید بھی اسی قبیل میں شامل ہو گیا جس صاحب کے ہاتھ سے چائے و ٹوسٹ نوش کرتے تھے۔ چیری اپنی ذمہ داری کو خوب پہچانتی تھی۔ اکثر حمید کو خوش کرنے کی غرض سے گفتگو کرنے لگ جاتی تھی۔ عبدالحمید بھی اس نوازش کا مناسب طور پر شکریہ ادا کیا کرتا تھا۔

محبت کیا چیز ہے۔ جو مذہب اور قوم کی قیود سے آزاد ہے۔ جو حسب و نسب کو نظر انداز کرتی ہے۔ جو مال و جاہ کے خیالات سے بے نیاز اور اختلاف ملی کو بالائے طاق رکھتی ہے جب اچانک کوئی لفظ حمید کی زبان سے نکلا۔ کرن بھی اور اس سے ظاہر ہوتی تھی کہ کس انسانی خواہش نے مس براؤم پیدا کر دیا کہ مس صاحبہ کی طرف زیادہ ملتفت ہونے لگی۔ اکثر زمانے گفتگو میں ایسے جملے کہہ دیتی تھی جن پر حمید غور کرتا اور حیران رہ جاتا تھا محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک جذبۂ مرکب ہے جس کا آغاز طبعی کششوں سے ہے جو قدرتی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہو۔ محبت کے تین مدارج ہیں۔ اوّل جب دو اشخاص محض ایک دوسرے کی صحبت میں رہنا چاہتے ہیں۔ مذاق کا یکساں ہونا۔ دینی و دنیوی مسائل کو ایک ہی نکتہ نگاہ سے دیکھنا اور دیگر بیرونی تاثیرات سے ایک ہی طرح پر متاثر ہونا اس اسٹیج میں شامل ہیں۔ محبت کے دوسرے درجے میں جسمانی تعلقات گہرے ہوتے ہیں باہمی مذاق اور دلچسپیاں نہ صرف بیرونی بلکہ اندرونی ایک ہونے لگتی ہیں۔ دنیا میں بہت سے شادی شدہ لوگ محبت کے دوسرے مرتبہ تک ترقی کرتے ہیں۔ مس چیری اور مسٹر عبدالحمید بھی اسی اسٹیج میں تھے۔ جبکہ محبت نے اپنی ڈگری حاصل کی۔

۳

مسٹر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ایلگن ہوٹل میں مقیم تھے۔ شام کا وقت تھا مس چیری کی کمر میں ہاتھ ڈالے دیا تر ریستوراں کی طرف جا رہے تھے کہ یکایک حمید کا قدم پیچھے ہٹنے لگا اور رفتار کم ہو گئی۔ ساتھی نے حمید کی غلط رفتار کو دیکھا اور نظر اٹھا کر "پیار سے حب۔ کیا سوچ رہے ہو۔ تمہارے ماتھے پر بل پڑ رہے ہیں۔" عبدالحمید نے اپنی رفتار درست کر لی۔ قدم ملایا معافی مانگی اور اپنے خیالات میں پھر محو ہو گیا۔

مس براؤم "حب۔ آپ کس بات کی فکر میں ہیں۔ مجھے بتایئے؟"

عبدالحمید چلتے چلتے رک گیا۔ اس کے چہرے سے متانت جھلکتی تھی اور آنکھوں میں محبت بھری تھی اپنی جیب میں سے ایک خط نکالا اور مس صاحبہ کے حوالے کر کے کہا "کہ ابھی شام کی ڈاک میں چٹھی آئی ہے۔ مجھے واپس ہندوستان جلد جانا چاہئے۔ زینت سخت بیمار ہے۔"

مس براؤم "یہ زینت کون ہے؟ کوئی عزیز رشتہ دار ہے؟"

عبدالحمید نے اپنی بیوی کا ذکر کبھی مس براؤم سے نہیں کیا تھا۔ وہ اپنی شادی کو پاکترین انسانی جذبہ کا مظہر نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ والدین کے اصرار کا نتیجہ اور اُن کی دلجوئی کا ذریعہ جانتا تھا۔ وہ اپنی بیاہتا سے محبت نہیں رکھتا تھا مس چیری کے ایام محبت میں اُس نے اپنے تئیں نا کتخدا ظاہر کیا تھا۔ اس انگریز خادمہ سے محبت رکھنا اس کو عقل طور پر صحیح جانتا تھا۔ مس براؤم کا یہ سوال اس کی تمام اخلاقی جرأتوں کو چیلنج تھا۔ حمید نے اپنی محبوبہ کے چہرہ پر نگاہ ڈالی اور معمول سنجیدگی کے ساتھ کہا "مائی ڈیر مس صاحبہ۔ میں شادی شدہ ہوں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر آپ سے شادی کروں۔ مگر میں طلاق نہیں دے سکتا ہوں۔ اپنی خاندان سے علیحدہ کیا جاؤں، رشتہ داروں سے محروم ہونگا۔ مذہب سے خارج کیا جاؤنگا۔ میں نے اپنی خط و کتابت سے معلوم کیا ہے اور گو میں اپنی پہلی بیوی کو نہیں چاہتا ہوں مگر بھی اس کو خوش رکھنا اور خود تکلیف اٹھانا جائز سمجھتا ہوں آپ کی محبت میری جان اور میری روح پر قابض ہے۔ دو بیویاں رکھنا میرے مذہب میں جائز ہے اور اگر آپ کو ...."

عبدالحمید نے اپنا جملہ پورا نہیں کیا تھا۔ مس براؤم کے چہرہ پر خوشی و افسوس کے مخلوط آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُسے اپنے جذبات پر قابو تھا۔ اپنے دوست کی بات کاٹ کر

"اوہو مسٹر حمید۔ یہ ناممکن ہے۔ میں آپ کو چاہتی ہوں۔ میں ہمیشہ آپ کی وفادار دوست رہونگی مگر میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔ مگر یہ پسند کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ میری بہن زینت کو واجب اور حقیقی محبت سے زینت بخشئے۔"

جلال الدین۔ متعلم بی۔ اے کلاس۔

میٹھا میٹھا جو مجھے دردِ جگر ہوتا ہے
غیرتِ شیر و شکر آج کوئی ہوتا ہے

گزشتہ ماہ کے نور افشاں پرچہ میں ایک مضمون بعنوان

یا الٰہی میری آہوں میں اثر ہے یا نہیں
بیقراری جو مجھے ہے وہ انہیں ہے یا نہیں

چھپا ایک مسیحی بھائی نے خوب حاشیہ چڑھایا تھا۔ آفرین ہے اس بہن پر جس نے باوجود مغربی آلائشوں کے دوسروں کی چکا چوند کے اپنی قومیت اور اصلیت کو نہیں بھلایا ہے۔ جس بھائی کو زمین کے مینڈک کی طرح باہر نکلنے سے ڈرتا ہے۔ لیکن ہمیں خوشی کا مقام ہے کہ ہماری بہنیں بھی قومی خدمت میں حصہ لینے کے لئے جاگ پڑی ہیں۔ کتنا زیادہ لازم ہم پر ہے کہ ان کی دل افزائی کریں۔ بقول عرفی کے

گہر جو بند خراساں نصرت ورنہ دریا
تو در فکر ہمیں دام کہ در دریا گوہر ہیں

ہم کو اپنے محدود روشنی کے حلقہ سے باہر نکلکر غور کرنا چاہئے۔ سیاہ کاری کوئی جرم نہیں۔ کلام مقدس ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے خدا کو دو۔ جبکہ ایک مغربی پادری ہندوستانی پوشاک پہننے والے سے مرمت کا کام لینے سے انکار کرتا ہے اور مزدوری انگریزی کارخانہ میں داخل کرنے پر خوش ہے تو کیسا اچھا موقعہ ہے کہ ہم بھی اسی کا نمونہ لیویں۔ سودیشی کپڑا پہننے کی عام تقلید کریں اور عملی طور کے دکھاویں۔ اس میں بے شمار فوائد ہیں۔ مثلاً قومی کفایت شعاری میں پر سوراج کا دارومدار ہے۔ کم خرچ و بالا نشیں۔ اگر کوئی آدمی تیرہ بلو کا سوٹ پہن لے تو پھر بھی وہی آدمی ہے اور اگر کھدر جامہ پوشی کرے تو پھر بھی وہی آدمی ہے۔ شخصیت میں ذرہ تفاوت نہیں پڑتی ہے۔ تو پھر زیادہ اخراجات کی کیا ضرورت۔ مجھے بہت خوشی ہوتی جبکہ میں نے اپنے معزز دوست کو جو کہ قریباً ہمہ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ کھدر کی جرسی پہنے ہوئے دیکھا۔ یہ ہے قومی روح۔ اور اس کا نام ہے کفایت شعاری

میں اس بہن کے ساتھ بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن سودیشی کپڑا کے بجائے کچھ اور بھی سودیشی درکار ہے۔ وہ ہے سودیشی فیشن۔ بقول شخصے۔

فیشن ہی مشرقی ہو تو پھر کیا ہو خوشگوار
فرنگ کے ریفٹ میں ساڑھی ہو بیلدار

ٹوپی کو بالا طاق رکھ قومی نہیں جو اس
اور گتہ دار پگڑی کی پھر دیکھیں بہار

پی دھوتی نہیں کسان تو ہم سے بھی ہوں لوہار
سوراج کا پھر دیس میں آپ دیکھیں بازار

پچھلے سال نوردی کے چوپے کے پرچہ میں ایک بیتی ٹوپی پر کسی نے خوب لکھی تھی۔

"انگریزی سر پہ ہیٹ جب میسر ہے بیت گئے"

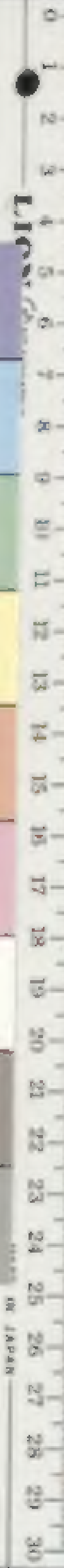
لیکن ہمارے فیشن کے دلدادہ نوجوانوں کو کسی پر کوئی شرم نہ آئی۔ بندہ نے اس بیت پر کچھ حاشیہ چڑھا کر ان نوجوانوں کو سمجھایا۔ لیکن نقارخانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ آخر کار میں مضحکہ اڑایا۔ ہم ایک گمنام قوم ہیں اور ابھی ہم نے تیار ہونا ہے۔ مذہبی سوراج وہ کاسب اور قومی سوراج سے بھی سروکار ہے لیکن ہماری روش بہت ہی سست ہے۔ چاہتے ہیں کہ سب کچھ ہو جاوے لیکن کچھ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ کیا فرشتے آسمان سے اتر کر ہمارے کام کریگے۔ شاید یہ باتیں بہت سے فیشن کے دلدادوں کو چبھینگی لیکن اپنا کام کہنے کا ہے۔ جب کوئی نہیں سنیگا تو اور بھی تیزی سے کہینگے۔

نیاز مند

ایس۔ ایم۔ دت از بار پتاوہ
ٹوکہاڑو۔ خان۔ سندھ

سادھوانہ یا شہری زندگی

کچھ ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ نمونے انجیل سے ملتے ہیں۔ البتہ پہلے خداوند سے مشورہ لے لینا ضروری ہے۔ کیونکہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے فرزند ہیں۔ فی زمانہ سادھو سندر سنگھ کے نمونہ سے کئی نوجوانوں کے دل میں تقلید کی امنگ پیدا ہوئی ہے اور اس پر کئی صاحب سادھوانہ زندگی کی حمایت میں ترغیبیں دے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نہ تو نوجوان خادم کا مقصد ان کو معلوم ہوتا ہے اور نہ خدا کے کلام اور روحانی نعمتوں کی تقسیم کے بھید کا ان کو پتہ لگتا ہے۔ اگر کوئی نوجوان خود اصرار کرے کہ مجھے خدا ہی نے اس کام کے لئے بلایا ہے تو اس کی صداقت کو وہ انجام فائدہ عام کے لئے اس کو بچایا گیا تھا آئندہ کو گواہی دیگی۔ جیسے بھائی سندر سنگھ کا حال ہے اور یہ مبارک حالت ہے۔ نہیں تو یہ رشک کی روح ہوگی۔ کیونکہ سب کی حالت یکساں نہیں۔ مثلاً اگر کوئی مسیحی آدمی شائق منتہی ہو سکتا ہو تو اسے داؤد کی مانند اور پھر ہو تو سیموئیل قاضی کی مانند اور یسعیاہ سا او ہو تو یشوع بن نون کی طرح زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھ کر ہم بلا شبہ کہینگے کہ وہ سچا آدمی ہے اور اگر سادھو ہو تو ساتھیں سندر سنگھ صاحب۔ جہاں ہم ہرگز اور بیٹھے۔ اب نوجوانوں کے لئے آئندہ پلیٹوں کا خیال ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہندی مثل صادق آوے "دبدھا میں دونوں گئی مایا ملی نہ رام" سردار کاہن کے انتخاب کی بابت لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ یہ عزت اختیار نہیں کرتا۔ جبتک کہ ہارون کی طرح خدا کی طرف سے بلایا نہ جائے۔ تو شاید کوئی خیال کرے کہ سادھو پنے کی حالت میں رہکر تو کوئی روح القدس سے ہمیں روک ہی نہیں سکتا۔ سچ تو ہے کہ کسی کا کیا مقدور ہے کہ خدا کی روح سے روکے تو بھی



جناب من یہ سوال حل کرنا مشکل ہے۔ اکثر لوگ جمالی سنگ سے واقف ہیں لیکن اُس کو نہیں جانتے جس نے جمالی سنگ بنایا ہے۔ کچھ قباحت نہیں اگر تم بائبل سے پورے عالم نہیں ہو لیکن کیا تم اُس کو جانتے ہو جس پر بائبل گواہی دیتی ہے؟

راقم - دل سے فقیر

میں نے تجھے دیکھ لیا

ایک وقت وہ تھا جب فلپس نے ہمارے منجی یسوع مسیح سے کہا اے خداوند باپ کو ہمیں دکھا کہ ہمیں کافی ہے۔ خداوند نے اُس سے کہا۔ اے فلپس میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں اور تو نے مجھے نہ جانا۔ جس نے مجھے دیکھا ہے۔ اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔

آج وہ وقت ہے کہ ایک غیر مسیحی شخص دعوے کرتا ہے کہ علاوہ دو مقتولوں کے بیچلے کی صلیب پر میں نے تجھے دیکھ لیا۔ ہم اپنے نئے پرانے کالے گورے شہری دیہاتی مسیحیوں سے خواہ وہ تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ مشن کے احاطہ میں ہوں یا اس سے باہر دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ

آپ اپنے بپتسمہ کے وسیلہ مسیحی کلیسیا میں شریک ہو گئے۔ کیا آپ نے بھی خداوند کی صلیب میں اُس کو دیکھ لیا۔ دعا خانہ میں جیل سے روزمانی میں۔ تنہائی کے مکان میں۔ باہر کے میدان میں۔ بیماری میں۔ مریضوں کی تیمارداری میں۔ گرجہ کی عبادت میں۔ بھلائی کی عادت میں۔ کنونشنوں کے ازدحام میں۔ میلوں کے دھوم دھام میں۔ بازاری سوداگری میں۔ غمی اور شادی میں۔ بھائیوں کی ملاقات میں۔ حاکموں کی ملاقات میں۔ پریسبٹری کے جلسوں میں۔ جشن کے رنگوں میں۔ بھائیوں کی چغل خوری میں۔ سینہ زوری میں۔ باہمی فساد میں۔ بھائیوں سے عناد میں۔ وطن فروشی میں۔ ناحق کوشی میں۔ چندہ دینے میں۔ ناجائز نفع لینے میں۔ خدا کی خدمت میں۔ خداوند کی عظمت میں۔ ہر جگہ میں ہر اس میں جس میں منکر آکے میں اپنی چال بگاڑتے ہیں۔ سچ بتاؤ کہاں اُس کو دیکھ لیا۔

کیدار ناتھ - مشن کا بچہ۔

تفریح

کیا تم رو سکتے ہو؟ جواب لاکر نہیں۔ تب ذرا بدمعاش بچے آؤ۔

اپنی عقل اور سمجھ کی حفاظت کرو تو تمہارا روپیہ تمہاری حفاظت کریگا۔

تمہارے باپ کے آخری الفاظ کیا تھے؟ باپ کا آخری لفظ کوئی نہ تھا۔ ماں آخر تک اُس کے پاس رہی تھی۔

یہ بات درست ہے کہ اخباری اشتہاروں میں بعض وقت نہایت ضروری خبریں ہوتی ہیں۔

انگریزوں کے روبرو ایک مشکل درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بیڈ بروس وہ روس کی سہیلی ہو گئیں تو وہ گھر میں آکر روس کر کیا کہا کرینگے؟

اگر میں تم کو دس روپیہ قرض دوں تو تم کیا ضمانت دو گے؟ جواب دیا کہ ایک دیانتدار آدمی کا اقرار ہے۔ اچھا تم اُسے اپنے ہمراہ لاؤ اور میں دیکھونگا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں؟

ایک ماں نے کیک کے تین ٹکڑے ڈولی میں رکھے۔ اس کی بیٹی نے غیبت میں دو کھا لئے۔ ماں نے بیٹی سے کہا۔ بیٹی میں نے ڈولی میں کیک کے تین ٹکڑے رکھے تھے۔ پر جب اس وقت دیکھے تو صرف ایک ہی نظر آیا۔ بیٹی نے بناوٹ سے کہا کہ ماں دوسرے ٹکڑے اندھیرے میں آپ کو نظر نہ آئے ہونگے۔

عورت کب باتیں پسند نہیں کرتی؟ جب اُس کے شوہر نے اُسے اس امر سے روکا ہو کہ وہ جانتا ہے کب اچھا لگتا ہے۔ جب اُسے شبہ لگا ہو۔

خبریں

خدا کا شکر ہو کہ لاہور میں گذشتہ ہفتہ میں دو تین دفعہ کی بارش نے گرمی کی شدت کو کم کر دیا ہے پر بارشیں ہلکی ہلکی ہیں۔

ہم نہایت افسوس سے خبر دیتے ہیں کہ پادری جوالا سنگھ مشہور و معروف مناظر ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور اب ان کی حالت خطرناک ہے۔ بولنے اور بات چیت کرنے سے رہ گئے۔ عرض ہے کہ پادری صاحب کے لئے ہر ایک عبادت خانہ میں آنے والے اتوار کے روز ضرور دعا کی جائے کہ اگر خدا کو منظور ہو تو وہ اپنے خادم کو صحت اور زندگی کی درازی عطا فرمائے۔ ورنہ اُس کی پاک مرضی پوری ہو۔

لندن ۲۰ جون کی خبر ہے کہ زائد سامان جنگ عارضی صلح کے دن سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۲ء کے دن تک ۴۰۰۰۰۰۰ پونڈ قیمت کا اندازہ کیا گیا ہے جس میں سے ہند میں ۶۷۵۰۰۰۰ پونڈ کا سامان فروخت ہوا ہے عراق میں ۲۳۸۵۰۰۰ پونڈ کا فروخت ہوا ہے۔ جنوبی افریقہ میں ۱۵۰۰۰۰ پونڈ کا اور مصر میں ۱۳۳۰۰۰ پونڈ تک فروخت ہوا ہے

اور ہندوستان میں فروخت کے لئے ۔۔۔۔ ۱۰۰۰ پونڈ کا مال موجود ہے۔

شملہ ۱ جون کی خبر ہے کہ بارش شمال مشرقی ہند میں زوروں پر ہو رہی ہے اور اسے مانسون کے دوسرے ریلے سے تقویت پہنچی ہے اور بارش گجرات تک پہنچ گئی ہے۔

لنڈن ۲۰ جون کی خبر ہے کہ امریکہ میں بڑی زبردست سٹرائک ہونے والی ہے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس کے ریلوے بورڈ نے مزدوروں کی اجرت گھٹا دی ہے۔ شاید امریکن گورنمنٹ سٹرائک پر جرمانہ کا دعویٰ کرکے نقصان کو پورا کرے۔

لنڈن ۲۰ جون کی خبر ہے کہ اب ہوائی سفر کا خطرہ جاتا رہا۔ ہوائی پرواز کے لئے راستہ دریافت کر لیا اور شام جیل تیار ہو گئے ہیں۔

لنڈن ۲۰ جون کی خبر ہے کہ پرنس آف ویلز سلامتی کے ساتھ انگلینڈ پہنچ گئے ہیں۔ شاندار استقبال ہوا ہے۔

لنڈن ۲۰ جون کی خبر ہے کہ لنن کو جو آجکل حقیقت روس کا سر ہے ڈاکٹروں نے آرام کرنے کو کہا ہے۔ پر آپ کو بیکاری سے خوف آتا ہے۔ کیسے دم خم کے لوگ ہیں!

کلکتہ کی بندرگاہ کے مزدوروں کا سٹرائک ابھی ختم نہیں ہوا ۔ ۰۰۰ آدمی ہنوز روٹھے ہوئے ہیں آخر ماننا پڑیگا۔

کراچی ۱۹ جون کی خبر ہے کہ وہاں ایک سوداگر نے جس نے اپنی دوکان انشیورہ کرائی ہوئی تھی خود آگ لگا کر جلا ڈالی۔ پولیس نے اس جرم پر گرفتار کر لیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی غرض یہ تھی کہ کمپنی سے سود در سود سمیت روپیہ وصول کرے۔ مگر اب تو دوکان اور گھر بھی جاتا نظر آتا ہے اور دوسری طرف سے کچھ ملتا ہوا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ مگر جلا کر تماشہ دیکھنا اس کو کہتے ہیں۔

نیویارک ۱۰ جون کی خبر ہے کہ وہاں وائرلیس سرچ لائٹ دریافت کی گئی ہے جس کی روشنی ایک سو میل تک پہنچ سکتی ہے۔

لنڈن ۱۰ جون کی خبر ہے کہ آنے والی جنگ میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ اس قدر شدید اور سستا نقصان زمین پر پہنچایا جائیگا جو آجتک جنگی محاذ پر کبھی ہوا ہی نہیں۔ مبارک ہو۔

رنگون ۲۲ جون کی خبر ہے کہ جاموں شہر جو دریا کے کنارے آباد تھا بارشوں کی کثرت اور دریا میں پانی کے چڑھاؤ نے قریباً تباہ کر دیا ہے بچاؤ کی امید نہیں۔ خدا رحم کرے۔

بمبئی ۲۱ جون کی خبر ہے کہ مسٹر سورانی پر دوسرا مقدمہ چلنے والا ہے جو ۲۸ جون سے شروع ہو گا۔

لنڈن ۲۲ جون کی خبر ہے کہ ترکستان میں بغاوت ہو گئی ہے پریذیڈنٹ کو پھانسی دے دی گئی ہے۔ یہ تحریک ایک روسی کی طرف سے شروع ہوئی ہے

لنڈن ۲۲ جون کی خبر ہے کہ فیلڈ مارشل سر ہنری ولسن کو کسی نے گولی سے مار ڈالا قاتل گرفتار ہے

سرکاری اعلان

سرکاری اعلان ہے کہ مورخہ ۲۰ مئی کے ریش میں اس بات کی خبر شائع ہوئی ہے کہ ہوشیارپور جیل میں ایسی خراب خوراک قیدیوں کو دی جاتی ہے کہ ۵۰ فیصدی قیدی بیمار ہو رہے ہیں لیکن تین فرسٹ کلاس صاحبان کی رپورٹ سے جنہوں نے اپریل اور مئی میں ہوشیارپور جیل کا ملاحظہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر بے بنیاد ہے۔ خوراک جو قیدیوں کو دی جاتی ہے اچھی قسم کی تھی ہے۔ ۱۰ اپریل میں قیدیوں کی بیماری کی روزانہ رپورٹ ۳۰۳، ۵۷ تھی جو ۱۹۲۱ء ۳۲ کی اوسط تھی اور ماہ مئی میں بیماروں کی رپورٹ ۱۰۱۷ تھی جو ۹۲-۹۴ کی آبادی کی اوسط تھی۔

تصدیق شدہ ۔ پی وڈ کولنس سینئر اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب ۔ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۲ء

سرکاری اعلان ہے کہ مورخہ ۹ مئی کے اکال میں ایک چٹھی شائع ہوئی ہے کہ زنگر گردوارا ضلع سیالکوٹ کا جھنڈا اپنی جگہ سے نیچے گرا دیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے

پی وڈ کولنس سینئر اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

سرکاری اعلان ہے کہ مسٹر رتن چند امپیریل انڈین پولیس لاہور کے امتحان میں جو مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۲۱ء کے روز ہوا تھا پاس ہو چکا۔ لہذا اس کے کام کی تقرری کے لئے ہند کے سٹیٹ سکرٹری صاحب سے سفارش کی گئی ہے۔

پی ۔ وڈ کولنس سینئر اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب ۔ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۲ء

سرکاری کہ مورخہ ۲۵ مئی کے پرچہ بھارت ماتا میں ان مزدوروں کی فہرست دی ہے جو ضلع ہوشیارپور میں پکڑے گئے تھے اور بیان کیا ہے کہ جب ملزم بذریعہ سمن کورٹ میں حاضر ہو گئے تو پولیس نے موقعہ پاکر ان کے گھروں کی تلاشی کے لئے جا گھسی اور ان کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا وغیرہ۔

مگر جب گورنمنٹ نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ پولیس کی بابت جو باتیں شائع کی گئی تھیں وہ بالکل جھوٹ ہیں

پی ۔ وڈ کولنس سینئر اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب ۔ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۲ء

کلکتہ مانڈلے میں ایک چیتے نے لوگوں کے بہت جانور کھائے

(بقیہ مضمون صفحہ ۷) کچھ دیر باتیں کرکے مہر شید نے کہا کہ اس گھر کو بیچ ڈالنا چاہیے۔ یہ سن کے بیری داسی چونک پڑی اور کہنے لگی کہ گھر بیچ کر کہاں رہوں گی۔ مہر شید نے کہا کہ دوسرا چھوٹا گھر خرید لو گی۔ بیری داسی نے کہا کہ اس گھر میں کیا نقص ہے۔ مہر شید نے کہا کہ بہت بگڑ گیا ہے۔ ہماری حالت اب ایسی نہیں ہے کہ ہم ویسے بڑے گھروں میں رہیں۔ جس کی جیسی حالت ہو اُس کو ویسے ہی گھر میں رہنا چاہیے۔ بیری داسی نے پوچھا ہماری حالت کیوں ایسی خراب ہو گئی جس کے تصور سے لچھمی ہمارے گھر سے نکل گئی۔ مہر شید نے ناراض ہو کر کہا کہ کس کے تصور سے گئی۔ لیکن اب تو وہ چلی گئی اور آمدنی بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ بیری داسی نے اس بات کا جواب نہ دیا اور اُٹھ کے دوسری کوٹھڑی میں چلی گئی۔ (باقی دارد)

پریسبٹیریل انجمن مستورات کے فرائض

(۱) ہماری سوسایٹی کا کام۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم ہر سال زنانہ مشن کے واسطے چندہ دیدیا اور انجمن کے جلسوں میں حاضر ہو گئیں تو یہی ہمارا فرض ہے اور یہی کافی ہے۔ لیکن وہ بالکل کافی نہیں ہے۔ مسیح کی کلیسیا میں اندر اور باہر ہمارے لئے بہت کام ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی زنانہ انجمن دنیا میں بڑے وسیع دایرے میں کام کر رہی ہیں۔ دیکھئے اُن کی کوشش سے ہندوستان میں اور دیگر ممالک میں شفاخانے یتیم خانے اور کوڑھی خانے اور مدرسے اور بشارتی خدمت کئی طرح سے چلائے جا رہے ہیں۔ اُن کی طرف سے کسقدر مستورات مختلف ممالک میں بھیجی جاتی ہیں۔ وہ مشنریوں کو بھی تیار کرکے بھیجتی ہیں اور کتابیں اور رسالے اور تفسیریں لکھنے میں ساتھ جاری کرتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔ مگر وہ یہ انجمن صرف اپنے ہی ملک میں اپنے کام کو محدود کر لیں تو مشنری کام کو بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔

(۲) ہمارے ملک کی موجودہ حالت۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ کلیسیا کا کوئی ممبر خاموشی کی زندگی اختیار کرے۔ آجکل ہندوستان میں عجیب تحریک ہو رہی ہے۔ عورتیں وہ کام کر رہی ہیں جو ہندوستان کی تاریخ میں بے مثل اور بالکل نیا کام ہے۔ وہ جلسے کرتی ہیں۔ اہم معاملات پر ووٹ دیتی ہیں۔ گورنمنٹ کا مقابلہ کرتی ہیں جیل خانہ میں جانے کو تیار ہیں۔ شریف زادیوں نے کھدر پہننا اختیار کر لیا ہے۔ بس ہم مسیحیوں پر ہمارا فرض کہیں ان سے زیادہ ہے۔

(۳) ہماری خدمت کا وسیع دائرہ۔ ہمارے مشن سکیم میں جو اب تک زیر تجویز ہے خوشی کی بات ہے کہ اس میں مستورات کے واسطے جگہ رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ بعض کلیسیا کو بھاری ذمہ واری سپرد کریگی۔ اس حالت میں جو ہمیں قابل سمجھا جاویگا وہ اس قسم کی خدمت پر مقرر کیا جاویگا بعض ایسی ہونگی جو کسی سکول کی پرنسپل بنائی جاویگی۔ مثلاً مس ایم چوہدری صاحبہ جو اپنی قابلیت کی وجہ سے ڈیرہ گرلس ہائی سکول کی پرنسپل بنائی گئی ہیں۔ بعض ہونگی جو مشنری بنائی جاوینگی۔ اور کوئی [illegible] میں دیکھو ہمیں کس قدر رنگ اور قسم کے کام ہیں جو ایسی بھاری ذمہ داری اُٹھانے کے لئے تیار رہیں؟ یہ محض اختیار کی بات نہیں ہے بلکہ خدمت کا ایک بہت اچھا موقعہ ہے۔ پس ہم کیوں اپنی غفلت سے حقوق کھو دیں اور کام میں پیچھے رہیں۔

(۴) خدمت کے اقسام۔ تعلیمی کام۔ بشارتی خدمت۔ میڈیکل ورک۔ لٹریچر۔ کلیسیائی خدمت۔ ان محکموں میں ہمارے واسطے جگہ ہے۔ بلکہ ہمیں خدا کا [illegible] ہاتھوں کے ذریعہ سے بھی ہم لوگ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

(۵) ماؤں کے فرائض۔ بعض مثل حنّہ [illegible] کے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو تیار کرکے خدا کی خدمت کے لئے دے سکتے ہیں اگر خود نہیں تو ہم [illegible] تو دینی خدمت اپنے پورے قد کے انداز سے نہیں چل سکتی ہے۔ مردوں کو ابھارنا۔ پاسبانوں کی مدد کرنا مشنریوں کو صلاح دینا دُعا کے جلسوں کا انتظام کرنا کلیسیا میں اصلاح کرنا۔ کبھی کبھی سوشل گیدرنگ کا انتظام کرنا۔ ان سب باتوں میں کیسی سہیلیں حصہ لے سکتی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی عورتیں ہم سے ایک بڑا نمونہ ہیں کہ وہ کس قدر سرگرم ہیں اور دعا کے ساتھ کام کو چلا رہے ہیں۔ اور بعض ہماری ہم وطن بہنیں ملکی خدمت کے متعلق کیا کچھ کر رہی ہیں۔ ایسی حالت میں کیا ہم اپنی ضرورت کے دائرے کو محدود بنا دیں۔ اور خاموشی اختیار کریں۔ جبکہ ہندوستان میں سخت بے چینی ہو رہی ہے۔ [illegible] ہے ہمارا [illegible] کا آنا نزدیک ہے۔ جبکہ دنیا میں بڑی بیداری ہو رہی ہے تو کلیسیاؤں میں بھی کیوں بیداری نہ ہو۔ بیداری صرف روح القدس کی قدرت سے حاصل کرنے پر موقوف ہے۔ جس وقت اگر ہم کو صلیب اُٹھانا پڑے تو ہم تیار ہوں۔ اگر ہم اس کے ساتھ دکھ اُٹھا رہے تو اس کے ساتھ بادشاہت بھی کریں گے۔ کون چیز ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کر سکتی ہے؟ مسیح کی محبت ہم کو مجبور کرتی ہے۔ کاش کہ ہم اُس کی بادشاہت کو پھیلانے کے لئے اُس کے ہاتھ میں ایک مفید وسیلہ بنیں۔ وہ جنکی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے فلک کے ستاروں کی مانند چمکیں گے۔

۲۰ جون ۱۹۲۲ء   انشرہ وطن

ایم۔ جیال رام سیکرٹری انجمن مستورات
لودھیانہ پریسبٹری

لیڈی ڈاکٹر و کمپونڈر کی ضرورت

شری کرشن زنانہ ہسپتال گوجرانوالہ کے لئے ایک لیڈی ڈاکٹر یا لیڈی کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ کوارٹر مفت ملیگا۔ تنخواہ حسب لیاقت تمام درخواستیں مع سرٹیفکیٹ کے آنی چاہئیں۔

ڈاکٹر دیال چند چیف میڈیکل افسر
شری کرشن ہسپتال۔ گوجرانوالہ

ہرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول مدت دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے اُستاد صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر
پرنسپل ہرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کیجئے۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسائی خبریں اور کرسچن لیڈروں کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے۔ نمونہ کا پرچہ دو پیسہ کا ٹکٹ بھیج کر ایڈیٹر و منیجر مخزن مسیحی الہ آباد یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

کرسچن بک سٹور لودیانہ

اُردو کی پہلی کتاب	۲	رومن پنجابی پرائمر	۱ر
” دوسری ”	۳ر	سیپارہ۔ اسلام میں کیا صحیح ہے	۱ر
صحت عیسوی اور تیرہ	۲ر	ینابیع الاسلام	۲ر
مسئلہ التخلیق	۲ر	بیدوں کی اصل	۲ر
صراط المستقیم	۳ر	دو سوال	۲ر

ملنے کا پتہ منیجر کرسچن بک سٹور لودیانہ

دستور العمل نور افشاں

سالانہ قیمت۔ ہندوستان کے حدود کے اندر ۳ر
” ” غیر ممالک سے للعہ

قیمت بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا ۱/۴ حصہ	معہ	للعہ	للعہ
چوتھائی کالم	عـہ	عـہ	للعہ
نصف کالم	عـہ	معہ	معہ
پورا کالم	معہ	معہ	۱
پورا صفحہ	۱	۱معہ	ما

سہ ماہی سے کم عرصہ کے لئے ہر ایک اندراج فی سطر لیکن کسی اشتہار کے لئے ۱ر روپیہ سے کم نہ لیا جائیگا۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۹۰۳ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے سلسلہ بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے تین جماعتیں پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی نگرانی میں دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

علاوہ ان کے طالبعلم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

نیز خرچ خوراک فی طالبعلم چھ روپیہ ماہوار اور اپرمڈل سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا نصف ہے متفرق خرچ اور کا کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالبعلم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں چرخ کشیدہ کاری اور کار[illegible] سکھایا جا سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

منیجر نور افشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نور افشاں بنا کر اس کا پتہ منیجر کے دفتر میں بھیجیگا اور اُن کے نام پر نور افشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیگا تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

منیجر نور افشاں

پادری ڈبلیو ... صاحب ایم اے منیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔